اقتدار : ۱۴۲۸ء - ۱۴۶۸ء) شیبانی سلطنت کے نئے حکمران بن گئے۔

متحدہ قازق خانیت کی تشکیل : ابتدائی مرحلہ

ابوالخیر کی حکمرانی کو (موجودہ) قازق قبائل نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ جوبرک خان کے بیٹوں جانی بیگ اور کیرائی (یاگیرائے) کے زیر قیادت نقل مکانی کر کے مغولستان چلے گئے جہاں خوانین مغولستان[۳۶] نے انہیں اپنی سلطنت کے مغرب میں چو اور تالاس دریاؤں کا علاقہ بطور جاگیر عطا کیا۔ پندرہویں صدی کی ساتویں دھائی کے وسط تک جانی بیگ، کیرائی اور ان کے زیر اثر ترک قبائل خوانین مغولستان کی طرف سے عطاکردہ علاقے میں مقیم رہ کر اپنی قوت مجتمع کرتے رہے اور نئی قازق خانیت کی تشکیل کی راہ ہموار کرنے میں لگے رہے۔ جب جانی بیگ اور کیرائی - لشکر سفید کے جانشینوں - کا اعتماد حال ہوا اور دوسری طرف جنگار قبائل (Jungars) یا اوئرات قبائل (Oirat)[۳۷] کے حملوں کے نتیجے میں ازبک سلطنت کے خان ابوالخیر کی قوت کمزور پڑ گئی تو جانی بیگ اور کیرائے اپنے زیر اثر قازق قبائل کا لشکر لے کر ابوالخیر کی ازبک سلطنت کے قازق علاقوں پر قابض ہو گئے۔ لشکر سفید کے ان جانشینوں نے زیریں دریائے چو اور دریائے تالاس کی وادیوں نیز صحرائے بیت پاک۔ دالا (Betpak-Da-la) اور سمر چیا کے علاقوں میں اپنی آزاد خانیت کی تشکیل کی۔ خان ابوالخیر نے ان علاقوں پر جانی بیگ اور کیرائی کی عملداری کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور ان کے خلاف فوج کشی کی۔ ۱۴۶۸ء میں ابوالخیر اور اس کا بیٹا حیدر، جانی بیگ اور کیرائی کے خلاف لڑائی میں مارے گئے۔ ابوالخیر کے بعد اس کا پوتا محمد شیبانی (دور اقتدار : ۱۴۶۸ء-۱۵۱۰ء) ازبک سلطنت کے مسند اقتدار پر بیٹھا اور وسطی ایشیا میں شیبانی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ محمد شیبانی کے دور میں ازبکوں اور قازقوں کے درمیان سیر دریا کے شہروں پر کنٹرول کے لیے صدی کے اختتام تک لڑائیاں جاری رہیں مگر آخر کار قازق اپنے علاقوں میں خود مختار خانیت کو مستحکم کرنے میں کامیاب ہو گئے[۳۸]۔ شروع میں قازقوں کی یہ خانیت مغولستان کے چغتائی حکمرانوں کی برائے نام سیادت کو تسلیم کرتی رہی[۳۹] تاہم پندرہویں صدی کے اواخر اور سولہویں صدی کے اوائل میں قازق خانیت کی طاقت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا اور اب اسے کسی اور سلطنت کے تابع فرمان رہنے کی ضرورت نہیں رہی۔ اب قازق خانیت کی سرحدیں کوہ التائی اور بالائی ارتیش (دریا) سے بحیرہ آرال اور بحیرہ کیسپین کے سواحل تک پھیل گئی تھیں[۴۰]۔ اس دوران قازق خانیت کو پھلنے پھولنے کے مواقع میسر آ گئے تھے۔ ایک طرف تو اوئرات (جنگار) سلطنت

زوال پذیر ہو رہی تھی۔ دوسری طرف مغولستان کی چغتائی سلطنت میں بھی ٹوٹ پھوٹ کے آثار ظاہر ہونے لگے تھے۔ جنوب میں ابوالخیر کے جانشینوں کی ازبک سلطنت کی افواج ماوراء النہر اور خراساں کی فتوحات میں مصروف تھیں[۴۱]۔

خود مختار اور آزاد قازق خانیت کا پہلا سربراہ جانی بیگ تھا یا کیرائی، اس بارے میں روایات میں تضاد ہے[۴۲]۔ قرین قیاس یہ ہے کہ دونوں بھائی اقتدار میں شریک تھے۔ جانی بیگ کی وفات ۱۴۸۰ء میں ہوئی اور کیرائی خان ۱۴۸۸ء میں راہی ملک عدم ہوا۔ ۱۴۸۸ء میں کیرائی خان کے بیٹے بیوندک (Buyunduk) خان (دور اقتدار: ۱۴۸۸ء -۱۵۰۹ء یا ۱۵۱۱ء)[۴۳] نے خانیت قازقستان کی سربراہی سنبھالی۔ بیوندک کے دور اقتدار میں قازقوں نے سیر دریا کے علاقے ازبکوں سے چھین لئے اور اس دوران یاسی (موجودہ ترکستان) شہر کو قازق خانیت کا دارالسلطنت بنایا گیا۔ ۱۵۰۰ء میں قازق خانیت کے بیوندک خان اور ازبکوں کی شیبانی سلطنت کے محمد شیبانی کے مابین معاہدہ امن پر دستخط ہوگئے۔ جس کے بعد شیبانی ازبکوں نے اپنی ساری توجہ ماوراء النہر میں بخارا اور سمرقند کو اپنے زیر اقتدار لانے پر مرکوز کردی۔ شیبانی اقتدار کے ماوراء النہر کے علاقوں کی طرف منتقل ہونے سے سیر دریا کے علاقوں پر قازقوں کا اقتدار مستحکم ہو گیا اور آنے والے سالوں میں قازق موجودہ قازقستان کے علاقے میں ایک متحدہ اور مرکزی حکومت کو مزید مستحکم کرنے میں کامیاب ہوئے۔ بیوندک خان کے جانشین قاسم خان (دور اقتدار ۱۵۰۹ء-۱۵۱۸ء) نے قازق خانیت کی حدود میں توسیع کرتے ہوئے دشتِ قپچاق کے زرخیز مشرقی حصوں پر اپنا اقتدار قائم کیا۔ ۱۵۳۰ء میں قاسم خان جنوب میں تاشقند تک پہنچ گیا تھا لیکن موسم سرما کی آمد کے پیش نظر قازق قبائل کی شمال میں چراگاہوں کی طرف ہجرت کے وقت کی آمد نے اسے پسپائی پر مجبور کردیا۔ قاسم خان کے دور اقتدار میں قازق حکومت کی افواج دو لاکھ گھڑ سواروں پر مشتمل تھیں اور پڑوسی ریاستوں کے لیے دہشت کی علامت بن گئی تھیں[۴۴]۔ اس دوران جنوب میں سیر دریا کے شہروں پر قازق کنٹرول کی وجہ سے قازقستان کے گلہ بان قبائل اور ان شہروں کے مستقل باشندوں کے درمیان تجارت کو فروغ حاصل ہوا اور قازق معیشت میں استحکام اور خود کفالت کے عناصر کو تقویت ملی۔ تاہم قازق معیشت اور خود قازق سیاسی نظام بڑی حد تک پڑوس کی طاقتور شیبانی سلطنت کے زیر اثر رہے[۴۵]۔ قاسم خان کے عہد اقتدار میں نوغائی اور نیمان گروپ کے قپچاق ترک قبائل اور چغتائیوں کی مشرقی شاخ کے ارگین (Argyn) اور متعدد دیگر ترک قبائل بھی قازق علاقوں کی طرف ہجرت کرکے آئے۔ اس دوران قازقوں

کی مجموعی آبادی تقریباً دس لاکھ نفوس پر مشتمل تھی۔ قاسم خان کا دورِ اقتدار قازقوں کی سیاسی وحدت کا دور تھا۔ قاسم خان کے اقتدار کو قازق علاقوں میں رہنے والے قبائل کے سلطانوں نے تسلیم کر لیا تھا۔ سیاسی اور جغرافیائی حوالوں سے قازق اپنے ہم نسل ازبکوں سے جدا ایک مستقل قومیت کے طور پر ابھر کر سامنے آئے، اگرچہ مذہبی اور تہذیبی حوالوں سے وہ اپنے آپ کو وسطی ایشیا کی دیگر قومیتوں اور قبائل پر مشتمل عظیم تر مسلم قوم کا حصہ سمجھتے تھے۔ جنوب کے شیبانیوں نے بھی قازقوں کی خود مختاری کو تسلیم کر لیا تھا اور وہ اب قازقوں کو ایک علیحدہ قومیت کے طور پر تسلیم کرنے لگے تھے۔ ''ازبک قازق'' کی اصطلاح اب متروک الاستعمال ہونے لگی تھی اور خود ازبک قازقوں کو ''قازق'' کے نام سے پکارنے لگے تھے۔ قازقستان میں مقیم تمام قبائل ایک ہی زبان استعمال کرنے لگے تھے، ان کا طرز زندگی یکسانگی کا حامل تھا اور ان کے تمدنی اور سماجی رویوں میں مکمل یکسانیت پائی جاتی تھی[46]۔ پندرہویں صدی کے اختتام اور سولہویں صدی کے نصف اول تک قازق ایک قبائلی سیاسی اور معاشی اتحاد کی شکل میں اپنی منفرد حیثیت برقرار رکھنے میں کامیاب رہے۔ اس دوران قازق خانیت اور قازق قوم باہم مترادف معنوں میں استعمال ہوتے رہے۔ کیرائی خان، جانی بیگ خان اور ان کے بعد بیوندک خان اور قاسم خان کے ادوار اقتدار میں قازقوں نے سیر دریا کے خطے میں تالاس اور زرفشاں دریاؤں کی وادیوں کے علاقوں میں ازبک تسلط کو ختم کیا اور دوسری طرف دریائے چو اور صحرائے بیٹپاک دالا کے علاقوں پر قبضہ مستحکم کیا۔ موخرالذکر علاقوں میں سیاسی اقتدار کا خلا تھا جس کو قازقوں نے فوراً پُر کر دیا۔ ان علاقوں پر قبضہ برقرار رکھنے کے لیے اور مشرق و مغرب میں مزید علاقوں تک اپنے اقتدار کو توسیع دینے کے لیے قازق (ترک) قبائل نے زبردست اتحاد کا مظاہرہ کیا۔ اس قبائلی اتحاد کی بدولت قازق فوجیوں (جنگجوؤں) کی تعداد اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ وہ کسی بھی طرف سے بیرونی حملہ آوروں کو پسپا کرنے کی مکمل استطاعت رکھتے تھے[47]۔

قازقوں کے اقتدار میں اضافے اور قازق خانیت میں سیاسی استحکام کی بدولت علاقے میں نئے خانہ بدوش قبائل کی آمد شروع ہوگئی۔ جنوب کے نوغائی قبائل، التائی کے منگول قبائل اور خود ازبکوں کی ایک کثیر تعداد اپنے ریوڑوں اور گلوں کے ساتھ علاقے میں وارد ہوئے۔ ان نوواردوں نے نہ صرف قازق خانوں کی بالادستی تسلیم کی بلکہ بتدریج اپنی پرانی شناخت بھلا کر قازقوں میں مکمل طور پر ضم ہوگئے۔ چونکہ یہ تمام قبائل خانہ بدوش تھے اور چراگاہوں کی تلاش میں موسمی حالات کے مطابق ایک سے دوسرے جگہ منتقل ہوتے رہتے

تھے اس لئے ان کے لیے نئی نئی چراگاہیں دریافت کرنا اور انہیں اپنے زیر تسلط لانا انتہائی ضروری تھا۔ چنانچہ قازق قبائل اپنے علاقوں میں مسلسل توسیع کرتے رہے۔ توسیع کا یہ عمل سترہویں صدی کے اختتام تک جاری رہا جب قازق موجودہ قازقستان کے تقریباً تمام علاقوں پر قابض ہو چکے تھے [۴۸]۔

قازق خانیت میں انقسام: دوسرا مرحلہ

قازقوں کے ذیلی لشکروں (لشکر بزرگ، لشکر میانہ اور لشکر کوچک) یا ٹکڑیوں (horde or zhuz) میں تقسیم کے عمل کے متعین وقت کے بارے میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ تاہم مختلف مآخذ کے مطالعے سے اس نتیجے پر پہنچا جاسکتا ہے کہ سولہویں صدی کے وسط تک قازق خانیت کے علاقوں میں اتنی توسیع ہو چکی تھی کہ مرکزی حکومت کے لیے دور دراز سرحدات کی حفاظت مشکل ہو گئی تھی۔ چنانچہ قازق خانیت میں واقع قدرتی طور پر (گرمائی اور سرمائی چراگاہوں پر مشتمل) تین متعین خطوں میں مقیم قبائل کو اپنی اپنی سرحدات کے تحفظ کی ذمہ داریاں سونپی گئیں۔ ان ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ بعض اختیارات بھی تفویض ہوئے جن کی رو سے ان قبائل کو یک گونہ خود مختاری بھی مل گئی چنانچہ ان کے قبائلی سردار اور خاندانی سربراہان مقامی انتظامی معاملات چلانے کے لیے اپنے سلاطین یا ماتحت خان بھی منتخب کر سکتے تھے۔ بنیادی طور پر قازقوں کی یہ تقسیم نسلی یا قبائلی بنیادوں پر نہیں تھی۔ بلکہ اس کی پشت پر علاقائی سیاسی اور فوجی تشکیلات (configurations) کارفرما تھیں۔ اس حقیقت کی تائید مارتھا برل اولکاٹ کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے کہ، ''بہر حال ایک خان کو مرکزی اختیارات حاصل ہوتے تھے اور وہ تمام قازق قوم کا فوجی سپہ سالار بھی ہوتا تھا'' [۴۹]۔ دوسری اور اہم شہادت یہ ہے کہ خان تو کے خان (دور اقتدار: ۱۶۸۰ء - ۱۷۱۸ء) تک لشکر بزرگ، لشکر میانہ اور لشکر کوچک کے مستقل خانوں کا کوئی ذکر نہیں ملتا ہے۔ اگرچہ ان لشکروں کی تشکیل سولہویں صدی کے وسط میں ہو چکی تھی۔ خان تو کے کے دور اقتدار میں قازق علاقوں پر کلموک (یا کلمیک) جنگاریوں کے حملوں میں زبردست شدت پیدا ہوئی۔ کلموکوں نے نہ صرف جنوبی قازقستان کے علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا بلکہ خان تو کے کے دارالحکومت ترکستان کا محاصرہ بھی کر لیا تھا۔ اس صورتحال میں ''تمام قازق خانوادوں اور قبیلوں کے نمائندوں پر مشتمل فوجی دستے صحرائے قراقورم (قراقرم) میں جمع ہوئے اور ۱۷۱۶ء تک کلموکوں (جنگاریوں) کی مزید پیش قدمی روکنے میں کامیاب رہے'' [۵۰]۔ منطقی بات ہے کہ اگر خان تو کے کے عہد اقتدار میں دیگر لشکروں کے مستقل خان ہوتے تو دشمن کے خلاف مشترکہ دفاع کے